اسلام کا نظامِ عفت و عصمت

از

(حضرت مولانا ظفیر الدین صاحب پورنوی بہاری استاذ دار العلوم معینیہ ساکتہ)

(۳)

عورت میں خوبیاں مگر ان کی کمزوریوں کے ساتھ عورت میں بہت ساری خوبیاں بھی ہیں، جو مرد کو بہت بھاتی ہیں اور جن سے مرد کو قلبی اطمینان میسر ہوتا ہے، اس لئے اس کی ایک کمزوری کو سامنے رکھ کر عجلت سے کام نہ لینا چاہیے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر رواہ مسلم (مشکوۃ باب عشرۃ النساء)

کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت کو اس لئے مبغوض نہ رکھے کہ اس کی کوئی عادت ناگوارِ خاطر ہے اس لئے کہ اگر ایک ناپسند ہے تو دوسری پسندیدہ ہے۔

تجربات کی دنیا میں اسے بھی ماننا پڑے گا، کہ عورتیں عموماً جفاکش، قناعت پسند، شوہر پر جان دینے والی، بچوں کی پرورش پر نثار، گھریلو معاملات کی منتظم اور برے بھلے اور حال و مستقبل پر نظر رکھنے والی ہوتی ہیں۔

عورت کی محنت اور جفاکشی کا اندازہ اس وقت لگتا ہے، جب گردشِ زمانہ کی وجہ سے مصائب کا ہجوم ہوتا ہے اس کا شوہر کسی وجہ سے مصیبت اور تکلیف سے دوچار ہوتا ہے، جدید تحقیق نے بھی اس کو ثابت کر دیا ہے، علامہ لومبروزو لکھتے ہیں

"حمل اور وضع کی شدید تکالیف پر نظر ڈالو، اور دیکھو کہ عورت دنیا میں کیسے کیسے آلام اور مصائب کی متحمل ہو سکتی ہے اگر مرد کی طرح اس کا احساس قوی ہوتا، تو ان تمام سختیوں کی کیوں کر متحمل ہو سکتی در حقیقت نوعِ انسان کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ قدرت نے اس کو قوی احساس سے محروم رکھا ہے

ورنہ بنی نوع انسان کے نازک اور تکلیف دہ فرائض کی انجام دہی ایک غیر ممکن بات ہو جاتی[1]"

سختی کی ممانعت | بلاشبہ یہ صنف نازک ہیں، ان کے دل چھوٹے اور نازک ہوتے ہیں، عشوہ و ادا ان کی فطرت ہے، بات بات پر ہنسنے اور خوش ہونے والی بھی ہے اور خلاف طبیعت ذرا سی بات پر چراغ پا ہونا بھی جانتی ہے، اس لئے مرد کو بڑے تحمل سے کام لینا چاہئے اور کام سوچ سمجھ کر بتانا اور لینا چاہئے، عورت کی نزاکت طبع اور اس کی خفگی کا لحاظ فرماتے ہوئے ارشاد نبوی ہے۔

لا یجلد احدکم امرأته جلد العبد	تم میں سے کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ اپنی بیوی کو
ثم یجامعها فی الیوم الاخر متفق	غلام کی طرح مارے اور پھر اس سے دوسرے
علیه (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)	دن جماع کرے،

عورت میں ہیجان | عورت اس لئے نہیں پیدا کی گئی ہے کہ اسے پیٹا جائے، مگر اس کی خام عقلی اور ضدی طبیعت کے پیش نظر اسلام نے ضرورتاً تنبیہ کی اجازت دی ہے، اور اس کا درجہ بہت بعد کو رکھا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ نظام میں برہمی نہ آنے پائے اور عفت و عصمت بھی محفوظ رہے، عورت کے مزاج کا تجزیہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے، کہ اس میں ہیجان کا مادہ زیادہ ہے اور عورت طبعاً زود رنج واقع ہوتی ہے۔ بخلاف مرد کے کہ اس میں عقل و فہم زیادہ ہے۔ اس لئے ضبط و تحمل پر قادر ہوتا ہے جدید تحقیقات بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ علامہ فرید وجدی "انسائیکلوپیڈیا" سے پروفیسر دوفارنی کا قول نقل کرتے ہیں۔ پروفیسر موصوف فرماتے ہیں

"یہ اختلاف ان دونوں جنسوں کے ظاہری ممیزات سے بالکل مطابق ہے، مرد میں ذکاوت فہم اور ادراک کا مادہ زیادہ ہے اور عورت میں انفعال اور ہیجان کا جذبہ بڑھا ہوا ہے[2]"

ا انگریز علامہ تروسہ کا قول نقل کیا ہے، وہ کہتا ہے۔

عف کا یہ نتیجہ ہے، کہ تم اس کے مزاج میں مرد کی نسبت ہیجان زیادہ پاتے ہو[3]"

نا ے موقع سے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لا تضربن ظعینتک ضربک امتک	اپنی رفیقہ حیات کو لونڈی کی طرح نہ پیٹا کرو

---

[1] مسلمان عورت صفہ ۲ [2] ایضاً صفہ ۵ [3] ایضاً

(مشکوٰۃ صـ۲۸۲ عن ابی داؤد)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے تو آپ نے فرمایا۔

ان تطعمھا اذا طعمت و تکسوھا اذا اکتسیت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح ولا تھجر الا فی البیت (ابوداؤد)

جب تم کھاؤ، اس کو کھلاؤ، اور جب تم پہنو اس کو پہناؤ اور چہرہ پر مت مارو اور نہ برا بھلا کہو اور اس سے جدائی نہ اختیار کرو مگر گھر میں۔

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

یہ ساری تاکید اس لئے نبی کریم صلعم فرمارہے ہیں کہ بعض موقعوں پر مردوں کو یہ اجازت دی گئی ہے، کہ بوقت ضرورت تھوڑی بہت تنبیہ کر سکتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ مرد اس اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور عورتوں کو ستانے لگیں، اور اس کی زندگی بے کیف بنا ڈالیں یا عورت مرد کی نگاہ میں حقیر ہو جائے۔

پیٹنے کا حکم کب ہے | اس لیجئے اسلام نے مرد کو عورت کی تنبیہ کا حق مار پیٹ کے ذریعہ کب دیا ہے، ارشاد ربانی ہے

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا

جن کی بدخوئی کا تم کو ڈر ہو، ان کو سمجھاؤ، اور بستر سے میں ان کو جدا کر دو اور ان کو مارو پھر اگر وہ تمہارا کہا مان لیں تو ان پر الزام کی راہ نہ تلاش کرو

(النساء۔۶)

شوہر سے بدخوئی کرے تو پہلا درجہ یہ ہے کہ سمجھائے اور کہہ سن کر اس کو راہ راست پر لائے، اور اگر اس طرح اس کی سمجھ میں نہ آئے، تو اپنا بستر علیحدہ کرلے، مگر اسی گھر میں جس میں بیوی سوتی ہے، اور اس پر بھی نہ مانے تو اب اجازت ہے کہ معمولی طور پر پیٹے یعنی اس طرح مارے کہ اس کی نہ ہڈی ٹوٹے اور نہ اس مار کا اس کے بدن پر نشان رہے، اور یہ اس لئے کہ مرد پھر عورت پر کوئی الزام نہ ڈالے اور نہ طلاق دینے کی نوبت آئے،

ہدایت نبوی | حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا

الا واستوصوا بالنساء خیراً فانما

سنو عورتوں کے متعلق بھلائی کا تاکیدی حکم قبول

هن عوان عندکم لیس تملکون منهن	کرد کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی کی طرح ہیں تم
شیئا غیر ذٰلك الا ان یاتین بفاحشة	اس کے سوا کسی چیز پر مالک نہیں ہو، ہاں اگر وہ
مبینة فان فعلن فاهجروهن فی	کھلی ہوئی نافرمانی کرنے لگیں تو ان کو سونے میں
المضاجع واضربوهن ضربا غیر	علیحدہ کردو، اور مارو، مگر اس طرح کہ نشان نہ پڑے
مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن	اگر اس کے بعد وہ فرمانبرداری کرنے لگیں تو ان پر
سبیلا الا ان لکم علی نسائکم	راستہ کی تلاش چھوڑ دو، سنو تمہارا تمہاری عورتوں
حقا ولنسائکم علیکم حقا فحقکم علیهن	پر حق ہے، اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے،
ان لا یوطئن فرشکم من تکرهون ولا	تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بستر کو نہ روندیں ڈ
یاذن فی بیوتکم لمن تکرهون الا وحقهن	لوگ جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ایسے لوگوں
علیکم ان تحسنوا الیهن فی کسوتهن	کو تمہارے گھر میں آنے کی اجازت دیں اور سنو
وطعامهن رواه الترمذی	ان کا حق تم پر یہ ہے ان کے پہنانے اور کھلانے
(ریاض الصالحین للنووی باب الوصیة بالنساء)	میں خوبی سے پیش آؤ۔

یہ حدیث گو لمبی ہے۔ مگر اس میں اوپر کی آیت کا خلاصہ، اور عورت کے متعلق دوسری ہدایتیں ہیں اس حدیث کو اس اعتبار سے خاص اہمیت ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے موقع کی ہے، جس سے ہدایتوں کے اہتم بالشان ہونے کا پتہ لگتا ہے، اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق جو ہدایتیں دی ہیں، اس میں پہلے عورت و مرد کی حیثیت کی طرف اشارا ہے کہ عورت پر باہمی زندگی میں مرد کو یک ،اور اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے، پھر فرمایا گیا ہے، کہ اگر تمہاری عورتیں کھلی ہوئی لے فہمائش کرو نہ مانیں تو ان کے ساتھ رات کو سونا ترک کردو، اس پر بھی نہ مانیں تو تنبیہ کردو، مگر اس طرح کہ اس کی جلد پر زخم کا نشان نہ بنے اور پھر دونوں کے حقوق کا بیان ہے، اس میں مرد کو ہدایت ہے، کہ پوشاک اور خوراک میں حسن سلوک سے پیش آؤ، قوام بن جانے سے دھوکہ نہ کھاؤ، کہ جو جی میں آئے کرو، بلکہ عورت کے ذوق

دشوق کا کھانے پینے میں پورا لحاظ کرو۔

کامل مومن کا عورت سے سلوک	ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا	
	اکمل المومنین ایماناً	ایمان میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں
	احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم	سب سے اچھا ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی
	لنسائھم رواہ الترمذی	عورتوں کے لئے بہتر ہوں،

(ریاض الصالحین باب الوصیۃ بالنساء)

اس میں تو صراحت ہے کہ بہتر اور کامل مومن کی شناخت یہ ہے کہ اس کا سلوک اپنی بیوی سے سب سے اچھا ہو، یہ طرز بیان بتاتا ہے کہ اپنی عورتوں پر سراپا شفقت ومحبت ہونا چاہئے اور ان کی ہر طرح جائز دل دہی کرنی چاہئے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیوں کو نہ مارو پیٹو، اس حکم کے بعد حضرت عمرؓ فاروق خدمت نبوی میں تشریف لائے اور عرض کی، عورتیں اپنے شوہر کے مقابلہ میں جری ہوگئیں، اس کے بعد آپ نے پھر بقدر ضرورت تنبیہہ اور پیٹنے کی اجازت فرمادی، چنانچہ اس کے بعد شاید مردوں نے مارپیٹ شروع کردی کیونکہ بہت سی عورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے خدمت میں آنے لگیں اور ان کے ذریعہ اپنے مردوں کی شکایتیں کرنے لگیں یہ خبر جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا۔

لقد اطاف بآل بیت محمد نساء کثیر	البتہ ازواج مطہرات کے پاس بہت سی عورتیں جمع
یشکون ازواجھن لیس اولئک	ہوگئی ہیں اور وہ اپنے شوہروں کا شکوہ کرتی ہیں، وہ
بخیارکم رواہ ابوداؤد	لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں

(ریاض الصالحین باب الوصیۃ لنساء)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم	تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے بیوی بچوں کے لئے بہتر ہو

لاهلی واذا مات صاحبکم فدعوه — اور میں گھر کے لئے بہتر ہوں اور تمہاری رفیقہ حیات

رواہ الترمذی (مشکوۃ باب عشرۃ النساء) — جب انتقال کرجائے تو اس کے لئے دعا کرو۔

عورتوں پر زیادتی کی مذمت | پہلی حدیث میں مردوں کی زیادتی کی جب خبر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ مرد کچھ زیادہ بہتر نہیں ہیں، کہ وہ اجازت پاکر ایسی زیادتی پر اتر آئے ہیں جس سے شکوہ کرنے والی عورتوں کی بھیڑ لگ گئی، اجازت کا ناجائز فائدہ حاصل نہ کریں، اور دوسری حدیث میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ تم میں بہتر اور قابل ستائش وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر اور قابل ستائش ثابت ہو، بات کتنی مناسب ہے، کہ جو خود اپنے گھر کو خوش نہ رکھ سکے وہ اور دوسروں کے لئے کیا مفید ثابت ہوگا، اس لئے آپ نے اسی کے متصل فرمایا کہ میں اپنے گھر کے لئے بہتر ہوں میری بیوی کو مجھ سے شکایت نہیں ہے، مسلمانوں کو بھی اس امر میں اپنے نبی کی پیروی کرنی چاہئے، دنیا کے لئے فرمایا کہ اپنے گھر کو خوش رکھو اور آخرت کے باب میں فرمایا کہ اگر تمہاری رفیقۂ حیات انتقال کرجائے تو اس کے لئے دعا خیر کرو، کہ ایک شریک زندگی کے اخلاق کا یہی تقاضہ ہے، ایسی بات نہ ہو کہ زندگی بھر اس سے عیش و آرام اٹھایا گیا اور اس کی زندگی بعد اسے بھلا دیا جائے،

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں محبت و انسیت پیدا کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم — کامل مسلمان وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر

خلقا والطفهم باهله (مشکوۃ ص۲۸۲ عن الترمذی) — اخلاق ہو۔

اوپر ایک صحابیؓ کے واقعہ میں پڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

فهلا بکرا تلاعبها وتلاعبك (مشکوۃ) — پس تو نے کنواری عورت سے کیوں نہیں شادی کی کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تم سے کھیلتی

مقصد نبوی کیا تھا؟ کہ بیوی کے ساتھ ایسا سلوک رکھا جائے کہ وہ اپنے کو برابر کی سمجھے وہ مردوں سے یعنی اپنے شوہروں سے دل لگی کرے اور اس سے دل بستگی کا سامان کرے، جس طرح مرد عورتوں سے اپنی خوشی کے وقت تفریح کرتے ہیں، شائستہ مذاق کرتے ہیں اور اس سے مچل کر اپنی تسکین حاصل

کرتے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی حق دیا جائے کہ وہ اپنی خوشی کے وقت شوہروں سے مہذب مذاق کر سکیں، مل کر بول ہنس سکیں اور اس طرح اپنا دل بہلالیں۔

بیوی کا حق | عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں مل چکی ہے؟ کہ تو دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ درست ہے یا رسول اللہ! یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایسا نہ کیا کرو۔ بلکہ کبھی روزہ رکھو اور کبھی افطار کرو (یعنی کھاؤ پیو) رات میں نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تم پر بہت سارے حقوق ہیں اور سب کی ادائیگی ضروری ہے، تمہارے جسم کا تم پر حق ہے، (جو مقتضی ہے کہ آرام کیا کرو) تمہاری آنکھوں کا حق ہے (جس کا منشا ہے سویا کرو) تری روح کا تم پر حق ہے لہٰذا اس کے تزکیہ کی فکر کرو) اور تم پر تمہاری بیوی کا بھی حق ہے[1] (جس کا مقصد ہے کہ تم اس کی دلبستگی بھی کرو)

اسلام میں افراط و تفریط کا نام و نشان نہیں، جہاں کسی میں یہ چیز نظر آئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اس کی اصلاح فرمائی، شادی ہو چکی ہے بیوی گھر میں ہے۔ تو یہ عقلمندی کہاں کی ہے کہ ایسا وطیرہ اختیار کیا جائے جس سے مرد میں کمزوری آجائے اور اس کی تسکین نہ کر سکے، یا بیوی سے جماع ترک کر دیا جائے، یا اس کے نان و نفقہ کی فکر سے دست کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی جائے۔

ترک جماع کا حکم | اس حدیث کے ضمن میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے کہ مرد اپنی بیوی سے جماع نہ کرے، تو کیا حکم ہے۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اگر بغیر ضرورت اس نے ایسا کیا ہے تو جماع اس پر لازم کر دیا جائے۔ ورنہ پھر دونوں میں تفریق کر دی جائے، امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور شافعیہ کے نزدیک مشہور قول یہ ہے کہ جماع اس پر واجب نہیں، اور بعض شوافع کہتے ہیں، ایک بار واجب ہے، اور بعض علماء کی رائے ہے کہ چار راتوں میں ایک بار جماع کرنا چاہئے، اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر طہر میں ایک بار ضروری ہے[2]۔

---

[1] بخاری باب لزوجک علیک حق [2] فیض الباری ترجمہ بخاری و فتح الباری ۲۳۱/۲۱۲

ایلاء وغیرہ مسئلوں کے پیش نظر ماننا پڑتا ہے کہ شافعیہ کا یہ کہنا کہ ضروری نہیں یا زندگی میں ایک بار ضروری ہے کچھ زیادہ وقیع نہیں ہے پھر نظامِ عفت وعصمت جو نکاح کا بنیادی مقصد ہے اس کو سامنے رکھا جائے تو شوافع کا یہ کہنا بالکل بے محل معلوم ہوتا ہے۔

عورت پر ترحم وتلطف | ان ساری حدیثوں کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام نے اس کی تعلیم دی ہے کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی ضد اور ہیجان پسند طبیعت کے خلاف نہ کیا جائے اس کو خوش سلوبی سے گذار دیا جائے، بیوی کو بیوی بنا کر رکھا جائے۔ رفیقہ حیات کا درجہ دیا جائے، خادمہ یا حقیر نہ سمجھا جائے پھر بیوی کے ساتھ ترحم وتلطف کی زندگی گذاری جائے حسنِ سلوک اور حسنِ معاشرت سے پیش آنا چاہئے۔ اس کے نان ونفقہ اور ضروریاتِ زندگی کا کفیل بننا چاہئے، وسعت بھر اسے خوش رکھنے کی سعی پیہم کی جائے، ذرا ذرا سی بات پر حجت نہ کیا جائے۔ اگر اس کی کوئی بات ناپسند آئے تو یہ سوچ کر کہ اس میں بہت ساری دوسری خوبیاں ہیں، درگذر سے کام لیا جائے عورت کی تند مزاجی اور درشت خوئی پر خطِ عفو کھینچا جائے کہ یہ اس کی فطری چیز ہے۔ مختصر یہ ہے کہ عورتوں کے پورے حقوق ادا کئے جائیں اور اس کی طرف سے اگر کوئی خلافِ طبیعت بات ہو جائے تو صبر وتحمل سے کام لیا جائے

قرآن پاک میں اللہ تعالے کا فرمان ہے

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ	ان عورتوں کے ساتھ مروت کا سلوک کرو، اگر ان
فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ	سے تم کو ناگواری ہو تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تم کسی چیز
فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (النساء ۳)	کو ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ اس میں بڑا خیر رکھ دیتا ہے

ت میں مردوں کو خداوندی حکم ہے، کہ عورتوں کے ساتھ احسان اور بہتری کا سلوک کیا جائے پسند بات ان سے ہو جائے تو ضبط وصبر سے کام لیا جائے کیا عجب جس کو مرد ناگوار خیال کرتے ہیں، وہی بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث خیر وبرکت بن جائے، اور یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے اور قیامت میں سب سے سوال ہوگا ارشاد ربانی ہے

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلٌّ	بلاشبہ کان، آنکھ اور دل سب کا سوال ہوگا

أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (اسراء)

دیوثی کی حرمت | مگر خبردار، خبردار اس کی عار لے کر دیوث مت بن جانا، کہ دنیا میں بھی زنا کی سزا انتہائی عورت کو رجم (سنگ باری) کی شکل میں ملے گی اور آخرت میں بھی تمہاری سخت سزا ہوگی یعنی جنت سے محروم کردئے جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہ فرمائے گا، ان تین میں ایک دیوث بھی ہےؒ، دوسری حدیث ہے۔

لا يدخل الجنة ديوث (ابن کثیر) — دیوث (جو اپنی عورت کی بدکاری پر چشم پوشی کرے) جنت میں داخل نہ ہوگا۔

مزید ہدایات | باہمی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود اللہ کے اندر رہ کر محبت کی زندگی کی تاکید کی ہے، اور مردوں کو نصیحت کی ہے کہ چونکہ یہ ذی عقل ہیں اس لئے سنبھالنے کی سعیٔ پیہم ان کے ذمہ ہے، بلا شبہ آخری شکل طلاق ہے اور یہ جائز بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین چیز ہے اس لئے اس سے پرہیز بہت ضروری ہے حدیث میں ہے۔

ابغض الحلال الى الله الطلاق — حلال چیزوں میں مبغوض ترین عند اللہ طلاق ہے

رواه ابوداؤد (مشکوۃ باب الطلاق)

انسان اسلامی تعلیمات پیش نظر رکھے گا تو انشاء اللہ زندگی میں اس کی نوبت نہیں آئے گی، یوں تو شتہ کو نہیں کہا جا سکتا، بعید اس کی ہے کہ پیروِ اسلام کے لئے بیوی رحمت ثابت ہوگی، کیونکہ اسلام نے عورتوں کو بھی ہدایات دی ہیں۔

عورتوں کو باہمی زندگی کے متعلق ہدایات | مرد کو اپنی بیوی کے حق میں اسلام نے جو تعلیمات دی ہیں اس کا خلاصہ پیش کیا جا چکا مگر اسلام کی تعلیم مکمل تعلیم ہے، اور مکمل تعلیم کا تقاضا ہے کہ طرفین کے لئے ہدایات ہوں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ عورتوں کو اسلام نے جو زرین ہدایتیں دی ہیں اسے بھی پیش کردیا جائے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

ؒ ابن کثیر ص۲۶۳ ج۳

لو كنت آمر احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها
رواه الترمذی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سجدہ کا حکم کرتا تو بلاشبہ عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے

اس حدیث میں جو طرز تعبیر اختیار کی گئی ہے، اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا اسلام نے عورتوں کو اس باب میں کیا تعلیم دی ہے۔ اس حدیث سے صاف عیاں ہے کہ عورتوں کے لئے ان کا شوہر دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے، اور ان کے لئے ضروری ہے کہ جس حد تک جائز حدود میں ہو سکے شوہر کی قدر و منزلت کریں اور ان کو اپنے لئے باعث صد افتخار و احترام جانیں، یہ عزت و احترام عقل میں آنے والی بات ہے کیونکہ جس شوہر پر اس نے اپنے کو نثار کر دیا، اپنی سب سے گراں مایہ دولت اس کے سپرد کر دی اس کو ہر طرح اپنے پر قابو بخش دیا اور اپنی محبت و الفت کا مرکز بنا لیا اور دوسری طرف سے بھی یہی باتیں ہوئیں، گو عنوان بدلا ہوا ہے، تو پھر حیرت ہے اگر عورت اپنے لئے اپنے شوہر کو دو جہاں کی نعمت سمجھے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا

ایما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة رواه الترمذی
(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے خوش ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

شوہر کی رضا جس شوہر کی خوشنودی کا اجر دخول جنت ہے، سوچنے کی بات ہے اس کی کیا حیثیت ہوئی مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ صرف شوہر کی رضا سے ہی جنت ملتی ہے یہ تو دراصل پورے قوانین پر ہے، مگر اس کا بھی حصہ اتنا بڑا ہے کہ اسے خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب

عورت جب پانچوں وقت نماز پڑھے، رمضان کے مہینہ کا روزہ رکھے، اپنی شہوت کی جگہ محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے پس جنت

الجنۃ شاءت (مشکوٰۃ ص۲۸۱) کے دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

نماز، روزہ اور عصمت کے ساتھ رسول اکرم صلعم نے بتایا، کہ شوہر کی اطاعت بھی ضروری ہے، مغفرت اور بخشائش کے لئے نماز روزہ کے ساتھ اطاعت شوہر بھی لازم ہے، اس سے پتہ لگتا ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کتنی اہم چیز ہے

بہترین عورت | پوچھنے والے نے آنحضرت صلعم سے پوچھا، کہ بہترین عورت کون ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا

التی تسرہ اذا نظر وتطیعہ اذا امر | اس کو جب دیکھے تو وہ خوش کردے اور جب حکم

ولا تخالفہ فی نفسھا ولا مالھا بما یکرہ | کرے تو بات مانے اور اپنی ذات اور اپنے مال میں

رواہ النسائی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء) | اس کی مخالفت اس طرح نہ کرے جو شوہر کو ناگوار ہو

بہترین عورت کی شناخت یہ بیان کی گئی کہ اگر اس کا شوہر اسے دیکھے تو خوش ہو پڑے، وہ حکم دے اور حکم شریعت کے خلاف نہ ہو تو بجالائے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کرے جو شوہر کے لئے ناگوار خاطر ہو،

شریعت کے خلاف امور میں عورت شوہر کی اطاعت نہ کرے گی، حدیث میں آیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے اپنی لڑکی کی شادی کردی، اتفاق سے اس کے سر کے بال گرگئے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور انھوں نے اس کے بال کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس کا شوہر کہتا ہے کہ میں لڑکی کے بالوں میں بال جوڑ دوں، آپ کا کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا ایسی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے[1]،

مرد کی اطاعت | البتہ جائز امور میں عورت پر واجب ہے کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے، اسی وجہ سے حدیث میں فرمانبردار بیوی ایک نعمت قرار دی گئی ہے، حدیث میں آیا ہے۔

ما استفاد المومن بعد تقوی اللہ | تقوی کے بعد مسلمان کے لئے بہتر چیز جس سے وہ

خیراً لہ من زوجۃ صالحۃ ان | فائدہ حاصل کرے نیک عورت ہے اگر وہ حکم دے

امرھا اطاعتہ وان نظر الیھا | تو وہ اس کو بجالائے اگر اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش

---

[1] بخاری باب لا تطیع المرأۃ زوجہا فی معصیۃ

سرّقه وان اقسم علیها ابرّته وان غاب عنها نصحته فی نفسها وماله (مشکوٰۃ کتاب النکاح) — کردے اگر قسم دے تو پوری کر دکھائے اور اگر اس سے غایب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہ بن کر رہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے خوف کے بعد بہترین دولت نیک بیوی ہے جو شوہر کی اطاعت گذار، لاڈلی، اس کی بات پر جان دینے والی، شوہر اور اپنی عفت وعزت کی محافظ اور شوہر کی خیر خواہ ہو۔

جماع کے باب میں فرمانبرداری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو اس کا شوہر جماع کے لئے بھی بلائے تو جس حال میں ہو پہنچے اور اس باب میں بھی اس کی فرمانبرداری کرے ارشاد نبوی ہے۔

اذا الرجل دعا زوجته لحاجته فلتأته وان کانت علی التنور رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء) — مرد جب اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو وہ اس کے لئے حاضر ہو جائے گو وہ تنور ہی پر کیوں نہ ہو

دوسری حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا دعا الرجل امرأته الی فراشه فابت ان تجیئ لعنتها الملائکة حتی تصبح (بخاری باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها) — مرد جب اپنی بیوی کو بستر پر بلائے پس وہ آنے سے انکار کر دے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں تا آنکہ وہ صبح کرتی ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں مری جان ہے کوئی مرد جب بستر پر بلا دے اور وہ انکار کر دے، تو جو سب آسمان میں ہیں غضبناک ہوتے ہیں تا آنکہ اس سے خوش ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور فرشتے ایسی عورت سے غصہ ہوتے ہیں۔

ان حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے فرائض میں داخل ہے کہ اپنے شوہر کی جائز باتوں میں اطاعت کرے، اور جلد سے جلد کرے، ٹال مٹول نہ کرے، جماع کے باب میں جس کا تعلق بظاہر

لہ ریاض الصالحین باب حق الزوج علی المرأة ص۱۵۲

دنیا سے ہے عورت کو شریعت نے مجبور کیا ہے کہ اس کی بات پر عمل فوراً کرے،

مرد کی خوشنودی کا مقصد | عرض کیا جا چکا ہے کہ بنیادی اغراض و مقاصد میں عفت و عصمت داخل ہے اس کی حفاظت کا طریقہ یہی ہے کہ جماع اور ہم بستری میں ایک دوسرے کی معاونت کریں اور اسی طرح اپنے آپ کو بہکنے سے محفوظ رکھ سکتے ہیں، اس حدیث میں اس طرف بھی اشارا ہے کہ مرد میں جماع کی خواہش تیز ہوتی ہے،

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک عورتوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ شوہر کی موجودگی میں بغیر اس کی اجازت نفلی روزہ بھی نہ رکھے، ارشاد نبوی ہے۔

لاتصوم المرأة وبعلها شاهد الا باذنه — شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر عورت روزہ نہ رکھے

(بخاری باب صوم المرأة باذن زوجها تطوعا)

یہاں بھی عفت و عصمت کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ شوہر کو جماع کی خواہش کب ہو جاتے، اور وہ عورت کو بلائے اس لئے یہ نظم کیا گیا ہے کہ نفلی روزہ اس کی اجازت کے بغیر رکھ نہیں سکتی، دوسرے لفظوں میں یوں کہئے، عفت و عصمت کی حفاظت کی خاطر جماع نفلی روزے سے افضل ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کا شوہر موجود ہو اور وہ اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے، یا عورت اپنے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت دے، عورت شوہر کے حکم کے بغیر جو مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گی تو اس کا آدھا ثواب شوہر کو ملے گا[1]

گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے | اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی، کہ عورت ہر ایسی بات میں جس کا تعلق گھر سے ہو شوہر کے حکم کی پابند ہے، یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ غیر محرم سے وہ پردہ کرے گی، غیر محرم کو گھر میں جانے کی اجازت کسی کام سے بھی ہو اجازت حاصل کرنی ہو گی، محرم بھی جائے گا تو اطلاع دے کر جائے گا۔ لہٰذا ان صورتوں میں عورت خود اجازت نہ دے گی، یہ اس کے شوہر کی مرضی پر ہے، ایک

[1] بخاری باب لا تاذن المرأة فی بیت زوجها الا باذنه

حدیث میں ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

والرجل راع علی اھل بیتہ والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ

مرد اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچے کی نگراں ہے پس تمہارے تمام نگراں ہیں اور تمام سے اس کی نگرانی کے متعلق سوال ہوگا

(بخاری کا باب المرأۃ راعیۃ فی بیت زوجھا)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بال بچوں کی ذمہ دار ہے اور اس سلسلہ کی دوسری ذمہ داری بھی عورت کے سر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا کہ تمہارے ذمہ گھر کے اندرونی معاملات ہیں اور حضرت علیؓ کے ذمہ بیرونی،

صدارت مرد کو حاصل ہے | شوہر اور بیوی دونوں کے فرائض مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں آپ پڑھ چکے ہیں ہر ایک پر دوسرے کی ذمہ داری کا جو بار ڈالا گیا اس سے معلوم ہوا کہ شوہر بیوی کی خوشنودی کے بغیر کامل شوہر ہے اور نہ بیوی شوہر کی رضا کے بغیر بیوی ہے، اسلام نے ایک طرف شوہر پر بار ڈالا ہے اور اسے تمام مشکلات کو حل کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی بیوی کی دلجوئی بھی ضروری فریضہ قرار دیا۔ اور دوسری طرف بیوی کیلئے لازم قرار دیا کہ شوہر کی ایک ایک بات پر گردن جھکا دے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں اور جو کام انجام پائے دونوں کی رضا سے انجام پائے گویا اختلافِ رائے کی شریعت نے گنجائش باقی نہیں رکھی ہے مگر پھر بھی ضرورت تھی کہ اگر زندگی میں کبھی ایسا موقع آجائے یا جس طرح ہر مجلس اور جماعت کے لئے صدر ضروری ہوتا ہے، جو عوام کی نگاہ میں ذمہ دار ہوتا ہے اور جماعت اور مجلس سے باہر کا کے حکم کا پابند ہوتا ہے، اسی طرح ضرورت تھی، کہ زن و شو کے باہمی زندگی میں ایک صدر ہو یا جماعت کا ایک امیر ہو، جو اسلام کی زندگی میں بہت ضروری ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ تم جب ایک سے زیادہ ہو تو اپنے میں ایک شخص کو امیر بنالو، سفر ہو یا حضر، دین کا کوئی کام ہو یا دنیا کا،

لے زاد المعاد جلد ۳

مرد کی صدارت کی حکمت | اسی نقطۂ نظر کے پیش نظر زن وشو کی اجتماعی زندگی میں ایک امیر کا ہونا ضروری تھا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو ایک بڑا نقص رہ جاتا اور نظام منزل میں برہمی اور انتشار کا ہر وقت خدشہ رہتا، اس لئے اس باب میں اسلام نے یہ طے کر دیا کہ میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کا امیر اور صدر مرد ہوگا ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء ۶)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس لئے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت دی اور اس واسطے کہ انھوں نے اپنا مال خرچ کیا۔

اس آیت پر حضرت مولانا محمود الحسنؒ لکھتے ہیں۔

"پہلی آیتوں میں مذکور تھا کہ مرد اور عورتوں کے حقوق کی پوری رعایت فرمائی گئی ہے، اگر رعایت حقوق میں فرق ہوتا، تو عورتوں کو شکایت کا موقع ہوتا اب اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو بتلاتے ہیں کہ مرد کا درجہ بڑھا ہوا ہے، عورت کے درجہ سے اس لئے فرق مدارج کے باعث جو احکام میں فرق ہوگا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت ہوگا اس میں عورت اور مرد بقاعدۂ حکمت ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، عورتوں کو اس کی خواہش کرنی بالکل بیجا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے حاکم اور نگراں حال بنایا ہے۔ دو وجہ سے اول بڑی اور وہبی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل سے بعضوں کو بعضوں پر یعنی مردوں کو عورتوں پر علم و عمل میں کہ جن دونوں پر تمام کمالات کا مدار ہے فضیلت اور بڑائی عطا فرمائی ہے، جس کی تشریح احادیث میں موجود ہے، دوسری وجہ جو کسبی ہے یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مہر اور خوراک اور پوشاک جملہ ضروریات کا تکفل کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی حکم برداری چاہئے **فائدہ** ایک صحابیہ نے اپنے خاوند کی نافرمانی بہت کی، آخر کو مرد نے ایک طمانچہ مارا، عورت نے اپنے باپ سے فریاد کی، عورت کے باپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر احوال ظاہر کیا، آپ نے فرمایا کہ خاوند سے بدلہ لیوے۔ اتنے میں یہ آیت اتری، اس پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے کچھ چاہا اور اللہ تعالیٰ نے کچھ اور چاہا اور جو کچھ اللہ نے چاہا وہی خیر ہے" [۱]

---

[۱] حاشیہ قرآن مترجم شیخ الہند ص۱۰۸

مرد کی صلاحیت عورت سے زیادہ

اس آیت میں مرد کو زن و شو کی اجتماعی زندگی کا رب العزت نے امیر منتخب فرمایا ہے اور اپنے معجزانہ پیرایہ میں اس کی دلیل بھی بیان کردی ہے کوئی شبہ نہیں کہ مرد مصلحت سے زیادہ واقف اپنی قوت اور اپنے مال سے حکم کے نافذ کرنے پر قادر ہے، جس کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد پر مہر ضروری قرار دیا اور نان و نفقہ کا بار ڈالا۔

غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کا یہ فیصلہ بالکل فطرت کے مطابق ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے کہ مرد اپنی خلقت میں عورت سے بڑھا ہوا ہے یعنی مرد کو قوت جسم اور عقل دونوں میں زیادہ مرحمت فرمائی گئی ہے یہ فرامو داخلہ اور خارجہ دونوں کی صلاحیت میں عورت سے فائق ہے عورت کو کمی نہیں کھتا، مگر معلوم ہے اس پر کچھ زمانہ ایسا آتا ہے جس میں وہ بڑی حد تک دوسرے کی امداد کی محتاج ہوتی ہے خود اس میں دوسرے کام کی صلاحیت نہیں رہتی، مری مراد حمل، رضاعت بچوں کی پرورش اور حیض و نفاس وغیرہ کا زمانہ ہے۔

جدید تحقیق کی روشنی میں

جدید تحقیق نے بھی ثابت کردیا ہے مرد کا دماغ بڑا ہوتا، اس میں فہم و ذکا کا مادہ نسبتاً بڑھا ہوا ہے عقل میں اس کو فضیلت حاصل ہوتی ہے، جسم اور عضلات کا مضبوط ہوتا ہے علمی و عملی استعداد میں عورت سے بدرجہا ترقی یافتہ ہوتا ہے اس سلسلہ میں محققین کے بعض اقوال ذیل میں

عورت کی عقل ضعیف ہے

مشہور نیشلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب ابتکار النظام میں لکھتا ہے۔

"عورت کا وجدان بمقابلہ مرد کے وجدان کے اسی قدر ضعیف ہے، جس قدر اس کی عقلی قوت مرد کی عقلی قوت کے مقابلہ میں ضعیف نظر آتی ہے، اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کے اخلاق سے بالکل مختلف ہے، اور ایک دوسری قسم کی طبیعت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جس چیز کے حسن و قبح کے متعلق وہ رائے قائم کرتی ہے وہ مردوں کی رائے سے مطابق نہیں ہوتی، پس عورت اور مرد میں کوئی عارضی امر نہیں ہے، بلکہ عورت کی طبعی خاصیت پر مبنی ہے[1]"

عورت کے حواس خمسہ

اس قول کو نقل کرنے کے بعد علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں

"... پر انسان کی عقلی اور دماغی نشو و نما کا دار و مدار ہے، اس میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ... ور علامہ سلی نے ثابت کردیا ہے کہ عورت کے حواس خمسہ مرد کے حواس سے ضعیف تر ہیں[2]

... آگے چل کر لکھتے ہیں

"علم سائیکولوجیا نے ثابت کردیا ہے کہ عورت کے بھیجے اور مرد کے بھیجے میں مادۃً اور شکلاً سخت اختلاف ہے، مرد کے بھیجے کے وزن کا اوسط عورت کے بھیجے سے سو ڈرام زیادہ ہے[3]"

(باقی آئندہ)

[1] مسلمان عورت ص۲۹ [2] ایضاً [3] ایضاً ص۱۲